قانون وراثت

متعلقہ مسلمانان اہل سنت والجماعت معہ

قانون شفع شرعی

نہایت مفصل - عام فہم - اور آسان - اہل شہر و دیہات
وکلاء - مختاران - پٹواریان - محرران سب کیلئے یکساں کارآمد ہی -

مرتبہ

محمد اسمعیل خلیفی - بی - اے - ایل - ایل - بی (علیگ)
وکیل میرٹھ

حسب فرمائش منشی امیر احمد صاحب صدر قانونگو
و منشی عبدالرحمن صاحب انسپکٹر پولیس ضلع میرٹھ

فہرست مضامین آخر میں ہی - (صرف ٹائیٹل رام پریس میرٹھ میں چھپا) قیمت فی جلد ۸ ر

نذر

میں اِس کتاب کو اپنے معزز و مخلص دوست
جناب لفٹننٹ کنور حافظ جمشید علیخان
صاحب بہادر رئیس اعظم و اسپیشل مجسٹریٹ باغپت
ضلع میرٹھ ممبر لیجسلیٹو کونسل و آنریری اے ڈی سی
کے نام نامی پر جو اپنی سادہ مزاجی۔ وسیع اخلاق
اور ہمدردی کیلئے مشہور ہیں۔ نہایت مسرت
کیساتھ "معنون" کرتا ہوں۔

"حنیفی"

جولائی سنہ ۲۲ ء

قانون وراثت معہ قانون شفع شرعی

متعلقہ

مسلمانان اہل سنت والجماعت

مرتبہ

مولوی محمد اسمٰعیل حنفی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) وکیل میرٹھ

علماء اور وکلاء کی رائیں

عالیجناب حضرت مولٰینا مولوی حبیب الرحمن صاحب مدیر القاسم وقائم مقام مہتمم دار العلوم دیوبند

"حامداً و مصلیاً۔ بندہ نے رسالہ قانون وراثت متعلقہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کو دیکھا۔ مؤلف سلمہ نے نہایت محنت اور غور سے اس رسالہ کو مرتب کیا ہی۔ اور غایتہ وضاحت کے ساتھ مسائل وراثت کو عام فہم بنانیکی کوشش فرمائی ہی۔ اور جہانتک مسائل شرعیہ متعلقہ وراثت کو دیکھا صحیح و باقاعدہ پایا۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اس سے منتفع فرماوے۔ اور مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ فقط واللہ تعالیٰ ولی التوفیق و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔"

عالیجناب مولوی مبارک حسین صاحب محمودی مدرس اول مدرسہ دار العلوم جامع مسجد شہر میرٹھ

"نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد رسالہ قانون وراثت مرتبہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حنفی

بی-اے-ایل-ایل-بی- وکیل میرٹھ دیکھا- تقریباً تمام اصول مسائل وراثت وشفع کو یہ مختصر رسالہ جو واضح طور پر جامع ہی مسائل کی توضیح مقاصد کی تنقیح نہایت عام فہم نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ سلیس عبارت میں تحریر فرماتے ہوئے عام فائدہ کو ملحوظ رکھا ہی- پھر لطف یہ ہی کہ ہر مسئلہ کی توضیح کے ساتھ اسکی تصویر اور خوبی کیساتھ مثال بیان کرنا زیادہ ستائش کے لائق ہی- مزید براں مؤلف ممدوح نے اپنے رسالہ کے مضامین کو نہایت محنت عرق ریزی- جانفشانی کے ساتھ عدالت عالیہ ہائی کورٹ کے نظائر کے موافق مع لحاظات شرعیہ کے ایک جامع عبارت میں دفعات کو مرتب کرنیکی کوشش کی ہی جو اہل علم کی نظر میں حقیقتاً ایک اہم اور دشوار امر تھا یہ مؤلف ممدوح کی اعلیٰ قابلیت اور بہتر لیاقت کی بیّن دلیل ہی حق تعالیٰ شانہ مؤلف ممدوح کی سعی کو قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے اور اہل اسلام کو منتفع فرماکر وسیلۂ آخرت بنائے- آمین

عالیجناب مولوی سیّد محمد میر صاحب وکیل رئیس دہلی

آپ کا مؤلفہ قانون وراثت وشفع مرسلہ آپکا وصول ہوا- بہت اچھا ہی- اور مختصر جسمیں تمام اصولی مسائل وراثت وشفع کے آپنے لکھ دئے ہیں- ایک چھوٹی سی کتاب مگر بہت کارآمد- اور ہر مسئلہ ضروری کے حل کرنیکو کافی ہی- مجکو دو جلدیں اور بھیجدیجے- میں ولایت لڑکوں کو بھیجوں گا جو بیرسٹری میں گئے ہوئے ہیں +

انکے علاوہ دیگر اصحاب نے اس کو بہت پسند فرمایا ہی-

اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

مسلمانوں کا قانون وراثت نہایت ہی دلچسپ فن ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اسقدر گنجایش نہیں کہ اسکی خوبیوں کو بالتفصیل ظاہر کیا جاوے۔ اور اُن فلسفیانہ اصولوں کی تشریح کیجاوے جن پر اس قانون کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اسکی واقفیت عوام الناس کیلئے نہ صرف کارآمد اور ضروری ہے بلکہ من حیثیت العلم دلکش بھی ہے جسقدر اسکی خوبیوں پر غور کیا جائے اُسیقدر زیادہ پر لطف معلوم ہوگا۔ اسکی بابت ایک مشہور عالم اور یورپ کے نامور مصنّف کی رائے پیش کردینی کافی ہے جو یہ ہے۔

"علم توریث اہل اسلام سب سے زیادہ معقول اور مکمل اصول پر جو ابتک مہذّب دنیا کو معلوم ہوا مبنی ہے۔ اسکے محاسن اور اسکا تناسب ایسا ہے کہ یہ نہ صرف قانون داں اصحاب کیلئے قابل تحصیل ہے بلکہ اُن اصحاب کیلئے بھی جو علم کو بغیر کسی ذاتی غرض کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

اس رسالہ کو عام فہم اور مختصر بنانیکی کوشش کی گئی ہے۔ عوام الناس اور بالخصوص اہل دیہات کو جو دقتیں پیش آتی ہیں امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے اگر بالکل نہیں تو ایک حدتک ضرور رفع ہوجائیں گی۔ قارئین سے استدعا ہے کہ اسکی غلطیوں سے

اور آئندہ کیلئے اپنی قیمتی رایوں سے خاکسار کو مطلع فرماویں جو باعث شکر گذاری ہوگا۔

محمد اسمٰعیل حنیفی

نوٹ ۔ رسالہ ہذا میں دفعات محض بغرض آسانی دیدی گئی ہیں۔ اصل قانون سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۔ ابتدائی

۱۔ فرقہ شیعہ کو چھوڑ کر۔ اہل سنّت والجماعت کے تمام گروہوں (مقلد و غیر مقلد) پر اسی قانون وراثت کا اطلاق ہوتا ہے۔

نوٹ نمبر۱ اہل سنت والجماعت پانچ گروہوں میں منقسم ہیں (۱) حنفی (۲) شافعی (۳) مالکی (۴) حنبلی اور (۵) اہل حدیث۔ پہلے چار گروہ اپنے اپنے اماموں کے پیرو ہیں اسلئے "مقلد" کہلاتے ہیں۔ پانچواں گروہ یعنی اہل حدیث کسی خاص امام کا پیرو نہیں اسلئے "غیر مقلد" کہلاتا ہے۔ ہندوستان اور نیز دیگر ممالک میں حنفی مسلمانوں کی تعداد غالب ہے۔ مگر پانچوں فرقوں کا قانون وراثت ایک ہی ہے۔ البتہ حضرات شیعہ کا قانون وراثت مختلف ہے۔

۲۔ فرقہ شیعہ اور سنّی میں اگر نکاح کے ذریعہ سے رشتہ ہو جائے۔ تو مورث کے فرقہ کے قانون کے مطابق وراثت کا تصفیہ ہوگا۔ نہ کہ اُن لوگوں کے فرقہ کے قانونِ وراثت کے مطابق جو اسکے ترکہ کے دعویدار ہوں۔

نوٹ نمبر۲ ایک سنّی عورت نے شیعہ مرد سے نکاح کیا۔ اور اسی مذہب پر وہ مرگئی۔ اسکا ترکہ وارثوں میں (خواہ وہ شیعہ ہوں) حنفی قانون کے مطابق تقسیم ہوگا۔

۳- جن لوگوں نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کرلیا ہے۔ وہ بھی شرعی قانونِ وراثت سے مستفید ہوں گے۔

نوٹ ۳: کسی غیر مذہب والے کیلئے جو اسلام قبول کرے یہ ضروری ہے کہ قبول اسلام صدق دل اور نیک نیتی پر مبنی ہو۔

۴- مثل برادرانِ ہنود۔ یا دیگر قوموں کے اسلام میں بالعموم "رواج" کو کوئی دخل نہیں ہے۔ لیکن سرکاری عدالتوں میں بعض مخصوص حالات کی وجہ سے مسلمانوں پر بھی رواج کی بنار پر معاملات وراثت میں دہرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے۔

نوٹ ۴: خوجہ۔ کچھی۔ میمن وغیرہ باوجود مسلمان ہونیکے وراثت کے معاملات میں ابتک دہرم شاستر کو مانتے ہیں۔ اور سرکاری عدالتیں بھی ان کے معاملات وراثت دہرم شاستر کے مطابق طے کرتی ہیں۔ یہ لوگ تقریباً چار سو سال ہوئے مسلمان ہوئے تھے۔ صوبہ گجرات کے سنّی بوہرہ اور بڑودہ کے گراسی مسلمان بھی دہرم شاستر کے مطابق ترکہ تقسیم کرتے ہیں۔ گجرات اور بمبئی کے بوہروں اور خوجوں میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر (گجرات کے بوہرے) تمام سنی ہیں۔ اور آخر الذکر فرقہ شیعہ (اسماعیلیہ) سے تعلق رکھتے ہیں۔

۵- چونکہ ہندوستان کی کثیر اسلامی آبادی اہل سنت والجماعت ہے۔ اسلئے ہر ایک نالش یا دیگر عدالتی کارروائی میں (جسمیں فریقین مسلمان ہوں) عدالت بلا کسی ثبوت کے یہ فرض کرلے گی کہ فریقین سنّی ہیں۔ تاوقتیکہ اسکے خلاف بیان یا ثابت نہ کیا جائے۔ (۳۰ کلکتہ۔ انڈین لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۸۳-۱۸۶)

۶- ہر مسلمان مرد یا عورت اگر بالغ ہونیکے بعد اپنے فرقہ کے عقائد چھوڑکر دوسرے فرقہ کے عقائد اختیار کرلے۔ تو اسکے بعد وہ اُسی تبدیل شدہ فرقہ کے قانون (وراثت وغیرہ) کے ماتحت سمجھا جائیگا۔

نوٹ ۵ - اسلامی قانون کے مطابق مرد و عورت دونوں کیلئے ۱۵ سال کی عمر پوری کر لینے کے بعد سنِ بلوغت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن انگریزی قانون مروجہ کی رو سے تمام دیوانی کے معاملات کیلئے یہ عمر دونوں کے لئے ۱۸ سال کی مقرر کی گئی ہے بشرطیکہ اس نابالغ مرد یا عورت کا کوئی ولی عدالت کی طرف سے مقرر شدہ نہو۔ اگر ولی منجانب عدالت مقرر شدہ ہو تو ہر حالت میں ۲۱ سال عمر پوری کرنیکے بعد سن بلوغیت سمجھا جائیگا۔ لیکن شادی۔ مہر۔ اور طلاق کیلئے سرکاری عدالتوں میں بھی مرد یا عورت کا سنِ بلوغیت ۱۵ سال کی عمر پوری ہونیکے بعد مطابق شرعی قانون تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی مرد یا عورت ۱۵ سال کی عمر پوری ہونیکے بعد بطور خود اپنی شادی کرے۔ مہر مقرر کرے۔ یا طلاق دے تو (بہ لحاظ عمر) قانون انگریزی اور شرعی قانون کے مطابق قابل پابندی ہوگا۔ لیکن اسکے علاوہ اور کسی قسم کا معاہدہ وغیرہ اگر ۱۵ سال کی عمر پوری ہونیکے بعد اور قبل اختتام ۱۸ سال کیا جائیگا تو وہ سرکاری قانون کی رو سے کالعدم ہوگا۔ خواہ شرعی قانون کی رو سے قابل پابندی ہو۔

(تفصیل کیلئے ایکٹ ۹ ۱۸۷۵ء)

۲۔ تمادی دوازدہ سالہ

۷ - قانون میعاد کی رو سے دخلیابی حقیت (جائداد غیر منقولہ) کا دعویٰ بارہ سال کے اندر اندر دائر ہونا چاہیئے۔ اور بالعموم جو دعویٰ بارہ سال کے بعد دائر ہوگا وہ خارج المیعاد ہونے کی وجہ سے قابل سماعت نہوگا۔

نوٹ ۶ - ترکہ حاصل کرنے کے لئے بھی یوم وفات مورث سے بارہ سال کے اندر یا چودھویں سال کے آخری روز دعویٰ دائر ہو جانا چاہیئے۔ اگر بعد وفات

مورث سے بارہ سال کے بعد بھی دعویٰ دائر کیا جائے تو مدعا علیہ کا محض یہ عذر کافی نہوگا کہ زائد از بارہ سال ہوجانیکی وجہ سے دعویٰ خارج المیعاد ہے۔ بلکہ اُسکو یہ بھی ثابت کرنا پڑیگا کہ وہ بارہ سال تک مسلسل جائداد دخل طلب پر مالکانہ و مخالفانہ قابض رہا ہے۔ یعنی بہ انکار حقوق دیگرے خود بطور مالکانہ حقوق استعمال کرتا رہا ہے۔ اور مدعی کو اُس جائداد سے اندر بارہ سال کسی قسم کا کوئی استفادہ حاصل نہیں ہوا۔ تمادی کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ ہے۔ اور ہر معاملہ کے واقعات کی نوعیت جدگانہ ہوا کرتی ہے۔ اسلئے قبل ارجاع نالش کسی ہوشیار قانون داں سے مشورہ کرنیکے بعد رائے قائم کرنی چاہئیے۔

نوٹ۔ تمام کتاب میں "مورث" سے مراد وہ شخص۔ مرد۔ عورت۔ یا بچہ ہے جسکی وفات کے بعد اُسکا ترکہ تقسیم طلب ہو۔

۳۔ بار وراثت

۸۔ قبل اسکے کہ مورث کا ترکہ مستحق ورثار میں تقسیم کیا جائے۔ حسب ذیل رقومات کا ترکہ میں سے وضع ہوجانا شرعاً لازمی ہے

(۱) قرضہ ذمہ میّت جو شے معینہ سے تعلق رکھتا ہو۔

(۲) تجہیز وتکفین کے ضروری اخراجات۔

(۳) دیگر قرضہ جات ذمگی مورث۔

(۴) اگر مورث نے کسی کے حق میں کوئی وصیت کی ہو تو مذکورہ بالا اخراجات پورا کرنیکے بعد بقدر $\frac{1}{3}$ مال متروکہ سے وصیت کو پورا کرنا چاہئے اگر مورث نے $\frac{1}{3}$ سے زائد کی وصیّت کی ہے تو باقی ورثار کی رضامندی ضروری ہے اگر ورثار رضامندی نہ دیں تو صرف $\frac{1}{3}$ کی وصیّت نافذ

رہے کی باقی کالعدم متصور ہوگی۔

(اگر بلا ادائیگی قرضہ ومدات مذکورہ بالا ترکہ تقسیم ہو جائے تو ان رقومات کا بار جائداد پر رہیگا۔ اور ہر حصہ دار حصہ رسدی اسکی ادائیگی کا پابند ہوگا)۔

۴۔ موانعات وراثت

۹۔ اگر کوئی سنی مسلمان کسی دوسرے رشتہ دار کو دانستہ یا غلطی سے۔ یا لاپرواہی کی وجہ سے۔ یا اتفاق سے قتل کر دے یا مار دے۔ تو اس مقتول کے ترکہ میں سے کچھ حصہ نہیں مل سکتا۔

۱۰۔ اولاد حرام اپنے مفروضہ باپ کے ترکہ سے حصہ نہیں پا سکتی۔ نہ باپ اسکے ترکہ سے۔ اولاد حرام صرف اپنی ماں کی وارث ہوتی ہے۔ اور ماں ان کی۔

نوٹ ۷:۔ اولاد حرام صرف اپنی ماں اور اُسکے رشتہ داروں سے ہی حصہ پا سکتی ہے۔ اور ماں اور ماں کے رشتہ داران کے ترکہ سے حصہ پا سکتے ہیں۔ لیکن شیعوں میں اولاد حرام ماں کی۔ وارث بھی نہیں ہو سکتی۔ نہ ماں ان کی۔

نوٹ ۸:۔ اسلام میں متبنّٰی کوئی چیز نہیں اور اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو عاق کر دے۔ تو وہ بیٹا شرعاً باپ کی وفات کے بعد ترکہ سے محروم نہیں ہوگا۔

۵۔ وارثوں کی قسمیں

۱۱۔ قانون وراثت اہل سنت والجماعت کے مطابق وارثوں کی تین قسمیں ہیں۔

وہ یہ ہیں۔

(۱) "ذوی الفروض"۔ وہ ورثار ہیں جنکے حصے قرآن پاک میں مقرر کر دئے گئے ہیں۔ اور وہ مقررہ مقدار میں حصہ پاتے ہیں۔

(باب ۸۔ و نقشہ ذوی الفروض)

(۲) "عصبات"۔ وہ ورثا ہیں جنکے حصوں کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ بلکہ تمام مستحق ذوی الفروض کو حصہ ملجانیکے بعد جو بچتا ہے وہ اُن کو ملتا ہے

(دیکھو دفعہ ۲۷ و نقشہ عصبات)

(۳) "ذوی الارحام"۔ وہ ورثار ہیں جو نہ ذوی الفروض میں سے ہیں نہ عصبات میں سے۔ بلکہ اس قسم کے ورثار عصبات کی اولاد میں سے ہوتے ہیں

(دیکھو دفعہ ۴۰ و فہرست ذوی الارحام)

۶۔ طریقہ تقسیم وراثت

ضروری نوٹ ۹۔ چونکہ اس باب میں تمام ضروری ہدایات اور طریقہ تقسیم کا مفصل ذکر ہے۔ اسلئے اسکا بیان اسی موقعہ پر کر دینا مناسب ہے یہ باب گویا ساری کتاب کی جان اور قانون ہذا کی کنجی ہے۔ اگر اسکو غور سے ذہن نشین کر لیا جائیگا تو تمام مسائل نسبت وراثت بہ آسانی حل ہو جائینگے اور ہر ایک معاملہ وراثت کے سمجھنے میں سہولیت ہوگی۔

بعد منہائی اخراجات و دیگر بار جو مورث کے ترکہ پر ہو جسکا ذکر دفعہ ۸ میں کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلا کلام یہ ہے کہ ورثار کو بلحاظ اقسام (ذوی الفروض عصبات۔ ذوی الارحام) علیحدہ علیحدہ کر لو۔ جو قسم اول (ذوی الفروض) میں سے ہوں انکو ایک طرف کر لو (ذوی الفروض کی پوری فہرست دفعہ ۱۳

میں مذکور ہے) اور دوئم قسم کے ورثار (عصبات) کو دوسری طرف کردو۔ اور تیسری قسم (ذوی الارحام) کو علیحدہ چھانٹ دو تینوں قسم کے وارثوں کو اس طرح علیحدہ علیحدہ کردینے کے بعد پھر دیکھو کہ ذوی الفروض میں سے جسقدر روگ ہیں انمیں سے کون کون (مرد خواہ عورت) اُس مخصوص حالت میں حصّہ پانیکا مستحق ہے (اسکی تفصیل باب اور نقشہ ذوی الفروض میں دی گئی ہے) جو اشخاص بطور ذوی الفروض حصّہ پانیکے مستحق ہوں۔ اُن کو اُن کے مقررہ حصّے دیدو۔ جو محروم ہو گئے۔ اُن کو فہرست ورثار سے خارج کردو۔ جب تمام مستحق ذوی الفروض کو اُن کے مقررہ حصّے علیحدہ علیحدہ دے چکو تو سب ذوی الفروض کے حصّوں کو ایک جگہ جمع کرلو۔ اور اکائی (یعنی ایک) میں سے اس میزان کو منہا کردو۔ منہا کردینے کے بعد جو کچھ بچے وہ عصبات میں تقسیم کرو۔ ذوی الفروض تو گویا حصّہ پا چکے۔ جو کچھ بچا ہے اُسکو علیحدہ رکھدو۔ اب یہ دیکھو کہ عصبات میں سے کون کون لوگ موجود ہیں۔ اور اُن موجودہ لوگوں میں کون سے عصبات حصّہ پانیکے مستحق ہیں (دیکھو باب) اور جو حصّہ پانیکے مستحق ہوں تمام بچا ہوا ترکہ اُس کو (یا اگر ایک ساتھ دو عصبات حصّہ پانیکے مستحق ہوں تو ان کو حصّہ رسدی) دیدو۔ اس طرح تمام ترکہ تقسیم ہو جائیگا۔

واضح رہے کہ عصبات کا ترتیب وار یاد رکھنا ضروری ہے۔ جس عصبہ کا نمبر سب سے پہلا ہے وہ خود (یا معہ اپنے طفیلی کے) تمام بچا ہوا لے لیگا۔ اور اپنے سے بعد والوں کو سب کو محروم کردیگا۔ اسی طرح

میں دی گئی ہے۔ عصبہ نمبر ۱ عصبات نمبر ۲ لغایۃ آخر سبکو محروم کردیگا اور

عصبہ نمبر ۲ عصبات نمبر ۳ لغایۃ آخر سب کو محروم کردیگا اور یہ سلسلہ

اسی طرح جاری رہے گا۔ جب تک (۱) ذوی الفروض یا (۲)

عصبات میں سے کوئی ایک شخص بھی حصہ پانے والوں میں سے موجود ہے،

تو جائداد متروکہ یا اُسکا کوئی جز ذوی الارحام کے پاس نہیں جاسکتا۔

بلکہ اگر ذوی الفروض کو اُن کے حصے دیکر کچھ بچ جاوے۔ اور عصبات میں

سے کوئی موجود نہ ہو۔ تو وہ بچا ہوا مال بھی دوبارہ اُن ہی ذوی الفروض کو

حسب حصہ و استحقاق تقسیم کردیا جائیگا۔ اور ذوی الارحام کو کچھ نہ ملیگا۔

(اس قاعدہ کو رد کہتے ہیں۔ دیکھو دفعہ (۲۷) مگر صرف ایک حالت ایسی

ہے کہ اگر ذوی الفروض کو حصہ دیدینے کے بعد کچھ بچ جاوے اور کوئی عصبہ

نہو تو وہ ذوی الفروض کو بموجب قاعدہ "رد" واپس نہ ہوگا۔ بلکہ ذوی الارحام

کو ملجاویگا۔ اور وہ حالت یہ ہے۔ اگر مورث نے اپنا شوہر یا بیوی

چھوڑی ہے۔ تو اس شوہر یا بیوی کے حصہ دیدینے کے بعد جو کچھ بچے گا

وہ عصبہ کی عدم موجودگی میں شوہر یا بیوی کو نہیں ہے گا۔ (یعنی رد

نہیں کریگا) بلکہ ذوی الارحام موجودہ میں سے جو کوئی مستحق ہوگا اُسکو ملجائیگا

یہ گویا عام قاعدہ کی کہ "جب تک ایک ذی فرض یا عصبہ بھی موجود ہے۔

ترکہ کبھی ذوی الارحام کو نہیں مل سکتا"۔ ایک صورت مستثنےٰ ہے۔ مثال

زید مر گیا۔ اُس نے ایک بیوی چھوڑی۔ اور ذوی الارحام میں سے ایک وارث

چھوڑا۔ بیوی کو ۱/۴ حصہ ملجانے کے بعد ۳/۴ باقی رہا۔ اگر بجائے بیوی (یا

شوہر کے) کوئی دوسرا ذی فرض ہوتا تو یہ ۳/۴ بھی اُسی کو رد کر جاتا۔ لیکن

ان حالتوں میں کہ ذوی فرض جو بچی ہے اسکو نہیں ملتا بلکہ جو کوئی ذوی الارحام
میں سے موجود ہے اسکو ملجائے گا۔

نوٹ نمبر ۱۔ ذوی الفروض کی فہرست اور اُن کی خصوصیات کا ذکر باب ۳
میں بیان کیا گیا ہے۔ اور جن مخصوص حالات میں اُن کے حصے مقرر ہیں وہ بھی
درج کئے گئے ہیں۔ بعض ذوی الفروض ایسے ہیں کہ کسی دیگر ذی فرض یا عصبہ
کی موجودگی کی وجہ سے وہ یا تو بالکل محروم ہو جاتے ہیں یا اُن کا حصہ کم و بیش ہو جاتا
ہے۔ بعض ذوی الفروض ایسے ہیں کہ وہ خود تو کچھ حصہ نہیں پاتے۔ لیکن اپنی موجودگی
سے کسی دوسرے ذی فرض کے حصہ کو کم کر دیتے ہیں (مثال ۳)۔ باب ۳ اور نقشہ
ذوی الفروض کو بغور ملاحظہ کرنے سے یہ تمام حالات واضح ہو جائیں گے۔ یہ لحاظ
رکھنا بھی ضروری ہے کہ ذوی الفروض میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ برخلاف اسکے
عصبات میں ترتیب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ قبل اسکے کہ ذوی الفروض کا بالتفصیل
ذکر کیا جائے۔ ذوی الفروض و عصبات میں سے چند ورثا کی تشریح کر دینی ضروری
ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ باب میں یہ تعریفات درج کی جاتی ہیں۔

۷۔ تعریفات

۱۲ - (۱) اخیافی بھائی یا بہن۔ وہ ہیں جنکی ماں ایک۔ لیکن باپ دو ہوں۔
محمودہ نے زید سے شادی کی۔ زید سے محمودہ کے بطن سے الف پسر اور
ب دختر پیدا ہوئے زید کا انتقال ہو گیا۔ اور محمودہ نے دوبارہ عمر سے نکاح
کیا۔ عمر سے محمودہ کے بطن سے یوسف اور احمد پیدا ہوئے۔ الف اور ب۔
دونوں یوسف اور احمد کے اخیافی بھائی بہن ہونگے (دفعہ ۲۲ و ۲۳ و ۳۶)

[illegible]

(یا مریم کی زندگی ہی میں) بکر نے زبیدہ سے دوسرا نکاح کیا۔ اور حامد پیدا ہوا محمود اور حامد ایک دوسرے کے علاتی بھائی کہلائیں گے۔

(۳) جدّاتِ صحیحہ۔ وہ ہیں جن کا رشتہ مورث سے بلا توسط مرد کے ہو۔

یعنی ماں کی ماں۔ نانی کی نانی۔ نانی کی ماں وغیرہ۔ اگر مرد کے توسط سے ہو تو مورث کے باپ دادا پردادا کے علاوہ کسی اور مرد کے توسط سے ہو۔ جیسے باپ کی ماں۔ دادا کی ماں۔ باپ کی نانی وغیرہ۔

(۴) جدّاتِ فاسدہ۔ وہ ہیں جنکا رشتہ مورث سے باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے توسط سے ہو۔

نانا کی ماں۔ نانی کے باپ کی ماں۔ باپ کی نانی کی ماں وغیرہ۔

(۵) جدّ صحیح۔ وہ ہے جسکا تعلق مورث سے صرف مردوں کے واسطہ سے ہو

باپ کا دادا۔ باپ کا باپ۔ اور باپ کے دادا کا باپ وغیرہ۔

(۶) جدّ فاسد۔ وہ ہے جسکا تعلق مورث تک پہونچنے میں درمیاں میں کوئی عورت پڑے۔

ماں کا باپ۔ نانی کا باپ۔ دادی کا باپ وغیرہ۔
دادا۔ اور۔ نانا۔ دونوں کو "جد" اور دادی۔ اور۔ نانی۔ دونوں کو "جدہ" کہتے ہیں جنکی تعریف اوپر بیان کی گئی۔

۸- ذوی الفروض یعنی ورثا قسم اوّل

انکی مخصوص حالتیں اور حصّوں کی مقدار

۱۳ - ذوی الفروض کی تعداد - (۱۲) ہے ان میں سے (۴) مرد - اور (۸) عورتیں ہیں - یعنی مورث کا (۱) باپ (۲) دادا (۳) شوہر (۴) بیوی (۵) ماں (۶) جدہ صحیحہ (۷) بیٹی (۸) پوتی (۹) اخیافی بھائی (۱۰) اخیافی بہن (۱۱) حقیقی بہن اور (۱۲) علاتی بہن -

۱۴ - (۱) **باپ** - باپ کسی حالتمیں بھی ترکہ سے محروم نہیں ہوتا - یہ تینوں حیثیتوں سے حصہ پاسکتا ہے یا تو محض ذی فرض کے طور پر - یا محض عصبہ کے طور پر - یا ذی فرض و عصبہ دونوں حیثیتوں سے ایک ساتھ

(۱) **بطور ذی فرض** - جب بیٹا یا اسکی مذکر نسل موجود ہو - خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی مذکر نسل ہو تو باپ صرف بطور ذی فرض حصّہ پاتا ہے اور بطور ذی فرض اسکا مقررہ حصّہ $\frac{1}{6}$ ہے - اسمیں کمی بیشی نہیں ہوتی -

(۲) **بطور عصبہ** - جب مورث کا بیٹا - یا بیٹے کی مذکر نسل موجود نہو نہ بیٹی یا (کسی درجہ کی) پوتی موجود ہو - تو باپ محض بطور عصبہ کے حصّہ پائیگا - یعنی اور ذوی الفروض موجودہ و مستحق کو حصہ ملجانیکے بعد جو کچھ بچیگا (یا اگر کوئی مستحق ذی فرض موجود نہ ہو تو کل ترکہ) باپ کو ملجائیگا -

(۳) **ذی فرض اور عصبہ** (ایک ساتھ) جب مورث کا بیٹا یا اُسکی کوئی مذکر نسل موجود نہ ہو لیکن بیٹی یا پوتی (خواہ کتنے ہی نیچے

اور بقیہ ذوی الفروض کو (اگر موجود ہوں) اُنکا مقررہ حصہ تقسیم ہونیکے بعد یا بعدم موجودگی دیگر ذوی الفروض - تمام باقی ماندہ کو بطور عصبہ لیگا -
(باب ۱۲ مثال نمبر ۶)

۱۵ - (۲) دادا - اسکی حالت بعینہٖ مثل باپ کے ہے - بجز اسکے کہ باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہو جاتا ہے (باب ۱۲ مثال نمبر ۱۵ لغایۃ نمبر ۲۰ دیکھو)

۱۶ - (۳) شوہر - شوہر کبھی ترکہ سے محروم نہیں ہوتا - ہمیشہ بطور ذی فرض حصہ پاتا ہے - کبھی بطور عصبہ نہیں پاتا اور اسکا مقررہ حصہ ½ یا ¼ ہے - یعنی
(۱) اگر مورثہ نے (کسی شوہر سے) کوئی بیٹا بیٹی - پوتا - پوتی - یا پوتے کی اولاد (خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی) چھوڑی ہے - تو شوہر کو ¼ بطور ذی فرض ملے گا -
(۲) اگر مورثہ نے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں چھوڑا - تو شوہر کو ½ بطور ذی فرض ملیگا -
(نوٹ نمبر ۱۱ - شوہر کی ایک خصوصیت دیگر ذوی الفروض سے مختلف ہے جسکا ذکر نوٹ نمبر ۹ اور دفعہ ۲۷ میں دیکھو)

۱۷ - (۴) بیوی - کبھی ترکہ سے محروم نہیں ہوتی - ہمیشہ ذی فرض ہوتی ہو کبھی عصبہ نہیں ہوتی - اسکا مقررہ حصہ ¼ اور ⅛ ہے یعنی -
(۱) اگر مورث نے (خواہ کسی بیوی سے) کوئی بیٹا - بیٹی - پوتا پوتی یا پوتے کی اولاد (خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی) چھوڑی ہو تو بیوی کو ⅛ بطور ذی فرض ملے گا -

[illegible] مطابق ہوئی ہو

۱۸ - (۵) ماں - کبھی ترکہ سے محروم نہیں ہوتی - ہمیشہ بطور ذوی فروض کے حصّہ پاتی ہے - کبھی عصبہ نہیں ہوتی - اُسکا مقررہ حصّہ ۱/۶ یا ۱/۳ یا ایک حالت میں ۱/۳ سے بھی کم ہے یعنی -

(۱) اگر مورث کا بیٹا بیٹی - پوتا - پوتی - یا پوتے کی اولاد (خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی) موجود ہو - یا ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں (خواہ کسی قسم کی) موجود ہوں (یعنی ایک بھائی اور ایک بہن - یا دو بھائی یا دو بہنیں خواہ علاتی اخیافی - یا حقیقی) تو ماں کو ۱/۶ ملے گا - (مثال ۸)

(۲) اگر ان میں سے کوئی موجود نہ ہو - (خواہ صرف ایک بھائی یا صرف ایک بہن کسی قسم کی موجود ہو) تو ماں کو زیادہ حصہ یعنی ۱/۳ ملے گا -

(۳) لیکن مذکورہ بالا حالت میں جبکہ ماں ۱/۳ حصّہ پانیکی مستحق ہو (بموجب ضمن ۲ مذکورہ بالا) اور مورث نے باپ اور شوہر یا بیوی کو بھی وارث چھوڑا ہے تو ماں کو کل ترکہ میں سے ۱/۳ نہیں ملیگا - بلکہ شوہر یا بیوی کا حصّہ نکال دینے کے بعد جو بچیگا اُسمیں سے ۱/۳ ملے گا - (باب ۱۲ - مثال ۱۱ و ۱۳)

۱۹ - (۶) جدّہ صحیحہ (۱) نانی - اگر ماں موجود نہو - اور کوئی اور قریبی نانی یا دادی موجود نہ ہو - تو نانی ۱/۶ حصّہ پائیگی (اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب بحصّہ برابر اسی ۱/۶ کو تقسیم کرینگی) -

(۲) دادی - اگر مذکورہ بالا میں سے کوئی موجود نہ ہو - اور باپ اور درمیانی دادا بھی موجود نہو - تو دادی کو ۱/۶ ملیگا (اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب بحصّہ برابر اسی ۱/۶ کو تقسیم کرینگی)

...یں کبھی ... حصہ پاسکتی ہیں - اور کبھی محروم ہوجاتی ہیں - اور انکا مقررہ حصہ $\frac{1}{6}$ ہے - اسمیں کمی بیشی نہیں ہوتی - نانی اور دادی دونوں کو جدّہ کہتے ہیں - اُنکی دو قسمیں ہیں **صحیحہ** اور **فاسدہ** (تعریفات کیلئے دفعہ ۱۲ دیکھو) اور مثالوں کیلئے باب ۱۲ امثال نمبر ۱۵ لغایۃ نمبر ۲۰)

۲۰ - (۷) **بیٹی** - بیٹی ذی فرض بھی ہوتی ہے اور عصبہ بھی - مگر محروم کبھی نہیں ہوتی یعنی

(۱) اگر مورث کا بیٹا موجود نہ ہو - تو بیٹی کو (اگر ایک ہے) $\frac{1}{2}$ بطور ذی فرض کے ملیگا - اگر ایک سے زیادہ ہیں تو $\frac{2}{3}$ ملیگا - جو سب آپسمیں بحصّہ برابر تقسیم کرلینگی -

(۲) اگر مورث کا کوئی بیٹا ہو (یا کئی بیٹے ہوں) تو بیٹی عصبہ ہوجاتی ہے اور ہر ایک بیٹی ایک بیٹے کے مقابلہ میں بیٹے سے نصف حصّہ پاتی ہے (دیکھو نقشہ عصبات) -

(نوٹ نمبر ۱۳ - بیٹے کی کوئی مقدار حصّہ کی مقرر نہیں ہے چونکہ بیٹا عصبہ ہوتا ہے کبھی ذی فرض نہیں ہوتا - اسی لئے جب بیٹی بیٹے کی موجودگی میں حصہ پاتی ہے تو وہ بھی عصبہ ہوتی ہے - اسی لئے اُسکا حصّہ بھی مقرر نہیں ہوتا - صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک بیٹی ایک بیٹے سے نصف حصّہ پاتی ہے)

۲۱ - (۸) **پوتی** - ذی فرض بھی ہوتی ہے اور عصبہ بھی - اسکی حالت کسی قدر پیچیدہ اور غور کی محتاج ہے اسکی ۵ حالتیں ہوسکتی ہیں یعنی

(۱) اگر مورث نے کوئی بیٹا یا بیٹیاں اور پوتا نہ چھوڑا ہو تو پوتی کو (اگر صرف ایک ہے) $\frac{1}{2}$ ملیگا - اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب کو مجموعی طور سے $\frac{2}{3}$ ملیگا - جو آپسمیں وہ بحصّہ برابر تقسیم کرلینگی -

(۲) اگر مورث کا کوئی بیٹا موجود ہے تو پوتی محروم ہوجائیگی -

پوتی کو بطور ذوی فرض کے کچھ نہ ملیگا۔ لیکن بطور عصبہ کے ملیگا۔ تو یا پوتی اپنے برابر کے درجہ کے پوتے کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے۔ اور ہر پوتی پوتے کے مقابلہ میں اُس سے نصف حصہ پاتی ہے (نوٹ نمبر ۱۳ اسکے متعلق بھی ہے)

(۴) اگر مورث نے کوئی بیٹا اور پوتا نہ چھوڑا ہو۔ مگر صرف ایک بیٹی چھوڑی ہو تو پوتی کو ۱/۶ بطور ذوی فرض ملیگا۔ (زیادہ ہوں تو بھی اسیقدر ملیگا جو بحصہ برابر تقسیم ہوگا)

(۵) اگر مورث کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو اور نہ پوتا ہو۔ مگر ایک سے زائد بیٹیاں موجود ہوں۔ تو پوتی محروم ہو جائیگی۔

لیکن ایک صورت میں ایک سے زیادہ بیٹیاں بھی اُسکو محروم نہیں کر سکتیں یعنی جب اُسکے برابر کے درجہ کا پوتا (یا پوتے) موجود ہوں۔ کیونکہ اُسوقت وہ عصبہ ہو جائیگی۔ اور ایک پوتے سے نصف بطور عصبہ حصہ پائیگی۔

(نوٹ نمبر ۱۴) مسئلہ تشبیب پوتیوں کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عصبات میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے اگر کئی عصبات موجود ہیں تو جو عصبہ مورث سے رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ اُس عصبہ کو محروم کردیگا جو اُسکی نسبت مورث سے دور کا رشتہ رکھتا ہے۔ مگر پوتیوں کی حالت اس سے مختلف ہے۔ پوتی (یا پوتیاں) اگر بطور ذوی فرض حصہ پائیں گی تب تو اس قاعدہ کلیہ کے مطابق قریبی پوتی اپنے سے بعیدی پوتی کو محروم کردیگی۔ لیکن اگر پوتیاں کئی ہیں اور بطور عصبہ حصہ پانیکی مستحق ہیں تو یہ قاعدہ عائد نہ ہوگا۔ ہر درجہ کی پوتیاں بلا لحاظ قرب اور بُعد کے برابر بطور عصبہ حصہ پائینگی۔ اور قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم نہیں کریگی۔ مثلاً کئی درجہ

ایسی ہے کہ پوتی بطور ذوی فرض کے حصہ پانیکی مستحق ہے (جو حالت ضمن نمبر۱ و نمبر۲ مذکورہ بالا میں بیان کئے گئے) تو پوتی نمبر۱ بطور ذوی فرض حصّہ پائیگی اور نمبر۲ و نمبر۳ کو محروم کردیگی - لیکن اگر پوتی بطور عصبہ حصّہ پانیکی مستحق ہے یعنی کسی پوتی کے مقابلہ میں کوئی بیٹا بھی موجود ہے تو وہ پوتی اور اُسکے ساتھ نیچے درجہ کی دونوں پوتیاں بھی عصبہ ہو جائینگی - اور پہلی پوتی دوسری کو محروم نہ کرسکے گی - ہر ایک پوتی ایک پوتے سے نصف حصّہ پائیگی - چونکہ یہ مسئلہ پیچیدہ ہے اگر اس قسم کی کوئی صورت پیش آئے تو اس رسالہ کی امداد سے رائے قائم کرنیکے بعد کسی ماہر فن یا قانون داں سے بھی صحت کر لی جائے۔) (دفعہ ۳۳)

۲۲ - (۹) اخیافی بھائی - ہمیشہ بطور ذوی فرض حصّہ پاتا ہے - کبھی عصبہ نہیں ہوتا اسکا مقررہ حصّہ اگر ایک ہو تو $\frac{1}{6}$ ہے - اگر ایک سے زیادہ ہیں (خواہ دو یا زیادہ اخیافی بھائی ہوں - یا ایک اخیافی بھائی اور ایک اخیافی بہن ہو - یا ایک سے زیادہ اخیافی بھائی اور ایک سے زیادہ اخیافی بہن ہوں) تو $\frac{1}{3}$ ہے جو سب آپسمیں بحصّہ برابر تقسیم کرلیں گے - اسکی دو حالتیں ہیں یعنی -

(۱) اگر مورث کا بیٹا یا بیٹی - یا بیٹے کی اولاد - یا باپ یا دادا موجود نہ ہو تو ایک اخیافی بھائی کو $\frac{1}{6}$ ملیگا - اور ایک سے زیادہ ہوں تو (جیسا اوپر بیان کیا گیا) $\frac{1}{3}$ ملیگا -

(۲) اگر مذکورہ بالا میں سے کوئی بھی موجود ہو تو اخیافی بھائی محروم ہو جائیگا (دفعہ ۳۶)

۲۳ - (۱۰) اخیافی بہن - اسکی حالت بعینہ مثل اخیافی بھائی کے ہے - اسکا حصہ بھی اُسکے برابر ہوتا ہے - کوئی فرق نہیں - (دفعہ ۳۶)

(اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کی تعریف دفعہ ۱۴ میں مذکور ہے)

محروم ہوجاتی ہے۔ عصبہ کے طور پر بھی دو مختلف حیثیتوں سے حصہ پاتی

اسکی چار حالتیں ہیں۔ جو یہ ہیں۔

(۱) جب مورث کا بیٹا۔ یا پوتا۔ یا پوتے کی مذکر نسل۔ یا باپ۔ یا۔ دادا موجود ہو تو محروم ہوجاتی ہے۔

(۲) جب ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔ اور نہ بیٹی ہو۔ نہ پوتی نہ حقیقی بھائی۔ اسوقت حقیقی بہن کا حصہ بطور ذی فرض $\frac{1}{2}$ ہوگا۔ اگر زیادہ ہوں تو سبکو $\frac{2}{3}$ بحصہ برابر ملیگا۔

(۳) اگر حقیقی بھائی موجود ہے۔ اور حقیقی بھائی کو (یا خود حقیقی بہن کو) کوئی محروم کرنیوالا عصبہ (مثلاً بیٹا۔ پوتا۔ باپ وغیرہ) موجود نہیں ہے تو حقیقی بہن عصبہ ہوگی۔ اور ایک حقیقی بہن ایک حقیقی بھائی سے نصف پائیگی۔ حقیقی بھائی کی موجودگی میں حقیقی بہن ہمیشہ بطور عصبہ حصہ پاتی ہے۔ (اگر حقیقی بھائی کسی وجہ سے محروم ہوگا تو حقیقی بہن بھی ضرور محروم ہوگی)

(۴) اگر حقیقی بہن کو (مطابق ضمن ۳ مذکورہ صدر) کوئی محروم کرنیوالا نہیں ہے اور ایک یا ایک سے زائد بیٹیاں۔ یا۔ ایک یا ایک سے زیادہ پوتیاں ہوں تو حقیقی بہن کو بطور عصبہ حصہ ملیگا۔

نوٹ نمبر ۱۵۔ حقیقی اور علاتی بہن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دونوں نہ صرف حقیقی اور علاتی بھائیوں کی موجودگی میں اور اُن کے ساتھ ہی عصبہ ہوتی ہیں بلکہ بیٹی اور پوتی کے ساتھ بھی ہوتی ہیں۔ (تفصیل کیلئے عصبات میں دفعہ ۲۴ (۶) دیکھو)۔

 (۱۲) علاتی بہن۔ ذی فرض بھی ہوتی ہے اور عصبہ بھی۔ اسکی چھ حالتیں ہیں یعنی

ایک سے زیادہ حقیقی بہنیں موجود ہوں تو علاتی بہن محروم ہوجائیگی ۔

(۲) اگر ان میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ نہ بیٹی نہ پوتی ۔ نہ حقیقی بہن نہ علاتی بھائی تو علاّتی بہن کو $\frac{۱}{۲}$ اور زیادہ کو $\frac{۲}{۳}$ (بحصّہ برابر) بطور ذی فرض ملیگا۔

(۳) اگر علاتی بھائی موجود ہے ۔ اور علاتی بھائی کو کوئی محروم کرنیوالا موجود نہیں ہے ۔ تو علاتی بہن کو بطور عصبہ ملیگا ۔ اور ایک علاتی بہن کو ایک علاتی بھائی کے مقابلہ میں نصف حصّہ ملیگا ۔

(۴) ایک یا زیادہ بیٹیاں ۔ یا ایک یا زائد پوتیاں ۔ یا ایک بیٹی اور ایک یا زیادہ پوتیاں ہوں تو علاتی بہن عصبہ ہوجاتی ہے ۔

(۵) اگر حقیقی بہن ۔ بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہوچکی ہے ۔ تو علاتی بہن محروم ہوجائیگی ۔

(۶) اگر حقیقی بہن صرف ایک ہو ۔ اور کوئی ذی فرض علاتی بہن کو محروم کرنے والا نہ ہو تو علاتی بہن کو (خواہ ایک ہو یا زیادہ) صرف $\frac{۱}{۶}$ بطور ذی فرض ملیگا ۔

(نوٹ ۱۶) ۔ ہر ایک وارث کی بابتہ یہ معلوم کرنا کہ اُس وارث کو کس حیثیت سے حصہ مل سکتا ہے بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ غلط حیثیت قرار دیدینے سے تمام حساب غلط ہوسکتا ہے ۔ اِسکی بابتہ ۔ نوٹ ۹ کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے جسوقت معلوم ہوجائے کہ اُس مخصوص حالت میں کوئی وارث بطور عصبہ حصّہ پاسکتا ہے تو پھر عصبات کے بیان کی طرف توجہ کرنی چاہئے ۔ نقشہ ذوی الفروض بغرض آسانی درج کیا جاتا ہے ۔ جو اس باب کی جان ہے نقشہ کو مدنظر رکھکر اس باب کو دیکھنا چاہئے +

…ذوی الفروض یعنی اوّل درجہ کے ورثا جنکے حصے قرآن پاک میں مقرر کر دئے گئے ہیں اور جنکو پہلے حصہ ملتا…

…ث	کن حالتوں میں حصہ ملتا ہے		کل ترکہ میں سے حصہ کی مقدار		کیفیت
…ھر	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی - یا پوتے کی کوئی اولاد ہو تو -	$\frac{1}{4}$	اگر انمیں سے کوئی نہ ہو تو -	$\frac{1}{2}$	شوہر کبھی عصبہ نہیں ہوتا - کبھی محروم نہیں ہوتا -
…ی	اگر مذکورہ بالا میں سے کوئی بھی موجود ہو (ایک بیوی ہو یا کئی)	$\frac{1}{8}$	ایضاً	$\frac{1}{4}$	ایضاً ایضاً
…ں -	اگر مورث کا بیٹا موجود نہ ہو - اور صرف ایک بیٹی ہو تو -	$\frac{1}{2}$	اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سبکو	$\frac{2}{3}$	بیٹے کی موجودگی میں بیٹی عصبہ ہو جاتی ہے -
…) -	(۱) اگر مورث کی اولاد - یا - پوتا - پوتی - موجود نہ ہو (ایک کو)	$\frac{1}{2}$	ایک سے زیادہ ہوں تو سبکو	$\frac{2}{3}$	اپنے برابر کے درجہ کے پوتے کے ساتھ پوتی عصبہ ہو جا…
…تی -	(۲) اگر مورث کا بیٹا اور پوتا نہ ہو مگر صرف ایک بیٹی ہو تو	$\frac{1}{6}$	بحصہ برابر خواہ ایک ہو یا چند	—	ہے - (نوٹ ۱۴۱)
…تنے ہی	(۳) اگر مورث کا بیٹا - پوتا یا پوتے کی اولاد نہ ہو - مگر دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں -	—	محروم -	—	
…ہن	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی - یا پوتے کی اولاد - باپ یا دادا - یا حقیقی بھائی موجود نہ ہو - تو ایک حقیقی بہن کو -	$\frac{1}{2}$	زیادہ کو بحصہ برابر	$\frac{2}{3}$	حقیقی بھائی کی موجودگی میں حقیقی بہن عصبہ ہو جاتی ہے -
…ہن	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی - یا پوتے کی اولاد - یا مورث کا باپ یا دادا اور حقیقی یا علاتی بھائی نہ ہو				علاتی بھائی کے ساتھ علاتی بہن عصبہ ہو جاتی ہے -

وارث	حالت	حصہ	حالت	حصہ	کیفیت
	اور ایک سے زیادہ حقیقی بہن نہوں - تو ایک علاتی بہن کو -	$\frac{1}{2}$	زیادہ ہوں تو سبکو بحصہ برابر	$\frac{2}{3}$	
...و ...بہن	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی یا پوتے کی اولاد - باپ یا دادا نہو نوٹ - اخیافی وہ ہیں جنکے دو باپ ہوں مگر ماں ایک ہو -	$\frac{1}{6}$	اگر دو یا زیادہ اخیافی بھائی یا اخیافی بہن ہوں تو بحصہ برابر	$\frac{1}{3}$	یہ کبھی عصبہ نہیں ہوتے - بلحاظ مقدار حصہ دونوں یکساں ہیں
...پ	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی یا پوتے کی اولاد موجود ہو - (بیٹے یا اسکی مذکر نسل کی موجودگی میں باپ محض ذی فرض ہوتا ہے)	$\frac{1}{6}$	اگر ان میں سے کوئی نہو تو عصبہ ہوتا ہے - اگر صرف بیٹی یا پوتی موجود ہو تو بطور عصبہ اور ذی فرض دونو... حیثیت سے حصہ پاتا ہے - خصوصیت اسکی یہ ہے کہ تین حالتوں میں حصہ پاتا ہے - محروم کبھی نہیں ہوتا		
...ں	(۱) اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی - پوتے کی اولاد - یا ایک سے زیادہ بھائی یا بہن یا دونوں (خواہ کسی قسم کے) موجود ہوں تو	$\frac{1}{6}$	لیکن جب ماں $\frac{1}{3}$ حصہ کی مستحق ہوتی ہے - اور مورث کے باپ اور شوہر یا بیوی میں سے بھی... کوئی موجود ہو تو ماں کو شوہر یا بیوی کا حصہ نکالدینے کے بعد جو کچھ بچیگا اسمیں سے $\frac{1}{3}$ ملیگا... کل ترکہ میں سے - ہمیشہ ذی فرض - کبھی محروم نہیں ہوتی -		
	(۲) اگر مذکورہ بالا میں سے کوئی نہو - اور صرف ایک بھائی یا بہن (خواہ حقیقی - علاتی - اخیافی) موجود ہو - تو	$\frac{1}{3}$			
...دا	اگر مورث کی اولاد - پوتا - پوتی موجود نہو تو -	$\frac{1}{6}$	دیگر حالات بعینہ مثل باپ کے ہے - بجز اسکے کہ باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہوجاتا ہے -		
...ی	(۱) جدات - اگر مورث کی ماں اور قریبی جدات موجود نہوں (۲) ابویات - اگر مورث کی ماں - قریبی جدات - اور باپ یا درمیانی دادا نہوں -	$\frac{1}{6}$	ابویات وہ دادیاں ہیں جنکا رشتہ میت تک پہونچنے میں درمیان میں باپ پڑتا ہو - تفصیل کیلئے دفعہ ۱۹ دیکھو -		

۹- اصطلاحات متعلقہ قانون وراثت

۲۶- "عول"- بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ذوی الفروض کو حصّے دیدینے کے بعد اُن کے حصوں کی میزان ایک (اکائی) سے بڑھ جاتی ہے- اور بعض ورثار کو کچھ نہیں ملتا- یا اُن کے حصوں میں کمی آجاتی ہے- اسکو "عُول" کہتے ہیں-

(نوٹ نمبر۱۷) "عول" دور کرنیکا قاعدہ دفعہ ۳۰ میں بیان کیاگیا ہے)

۲۷- "رد"- (عول کی ضد) اگر تمام ذوی الفروض کو اُن کا مقررہ حصّہ دیدینے کے بعد کچھ ترکہ بچے اور کوئی عصبہ موجود نہ ہو- تو باقیماندہ ترکہ بھی اُن ہی ذوی الفروض کو اُن کے حصوں کے تناسب سے دیا جائیگا- اور وہ ذوی الارحام کو نہیں دیا جائیگا- اسکو "رد" کہتے ہیں-

استثنٰے- رد کے قاعدہ میں صرف ایک استثنٰے ہے- اور وہ یہ ہے کہ اگر ذوی الفروض میں سے مورث کا شوہر یا بیوی بھی موجود ہے تو اُن کو حصّہ دیدینے کے بعد جو کچھ بچیگا وہ شوہر یا بیوی کو بموجب قاعدہ مذکور "رد" نہ کیا جائیگا- بلکہ ذوی الارحام میں سے جو کوئی مستحق وارث موجود ہوگا اُسکو دیدیا جائیگا

۲۸- "تخریج"- "ذوی الفروض" کے صحیح اعداد میں حصّہ نکالنے کو اصطلاح میں "تخریج" کہتے ہیں-

"تخریج" کا تعلق زیادہ تر علم الحساب سے ہے- لیکن بغرض افادہ عام مختصراً اُسکا طریقہ یہاں درج کیا جاتا ہے-

ذوی الفروض جن مختلف مقداروں میں حصّہ پا سکتے ہیں وہ یہ ہیں ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$) اور ($\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$)

(۱) جب کسی مسئلہ میں ان حصّوں میں سے صرف ایک آئے یعنی ان میں

بیوی = $\frac{1}{8}$ = یعنی ا

بیٹا = ۷ = (یعنی $\frac{7}{8}$ سہام)

اس مثال میں صرف ایک ذی فرض بیوی ہے اور اُسکا $\frac{1}{8}$ حصہ ہے۔ اسمیں کسر کا عدد (۸) ہے تو گویا مخرج بھی ۸ ہی ہوگا۔ یعنی ۸ سہام قرار دے جائینگے جنمیں سے ایک بیوی کو اور باقی ۷ بیٹے کو (بطور عصبہ) ملیں گے۔

(۲) اگر ذوی الفروض ایک سے زیادہ ہیں۔ تو اُسی قدر اُن کے حصّے ہونگے۔ اگر اُن کے تمام حصّے پہلی قسم کے اعداد (یعنی $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$) میں سے ہوں۔ تو سب سے چھوٹی کسر کا عدد مخرج ہوگا۔ مثلاً

بیٹی = $\frac{1}{2}$ (ذی فرض)

بیوی = $\frac{1}{8}$ (ذی فرض)

حقیقی بھائی = باقی (عصبہ)

اس مثال میں دو ذوی الفروض ہیں۔ بیوی اور بیٹی۔ اور دونوں کے حصّے ایک ہی قسم کے اعداد میں سے ہیں۔ یعنی $\frac{1}{8}$ اور $\frac{1}{2}$ = اِن دونوں میں $\frac{1}{8}$ چھوٹی کسر ہے۔ اسلئے ۸ مخرج ہوگا۔ پس بیوی کو ایک سہام۔ بیٹی کو ۴ سہام۔ اور بھائی کو ۳ سہام ملیں گے۔ جنکی میزان ۸ سہام ہوتی ہے۔

(۳) اگر دونوں قسم کے حصّے مخلوط ہیں۔ یعنی چند ذوی الفروض تو ایسے ہوں جنکے حصّے $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ ہوں یا ان میں سے ایک یا زیادہ۔ اور چند ذوی الفروض ایسے ہوں جنکے حصّے $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$ ہوں یا انمیں سے کوئی ایک یا زیادہ۔ یا کوئی دوسری شکل ہو تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چھوٹے سے چھوٹے صحیح عدد سے وہ سب حصّے نکل آئیں اُسی سے تخریج

جن اعداد سے ذوی الفروض پر صحیح طور سے تقسیم ہو سکتا ہے وہ سات ہیں۔ یعنی ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۲۴ (مگر مناسخہ کے لئے ان اعداد کو بڑھانا پڑیگا)

۲۹۔ "مناسخہ" جب ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے ہی ایک یا زیادہ وارث مرجاتے ہیں۔ پھر اُن متوفی وارثوں کے وارثوں میں سے بھی کوئی مرجاتا ہے۔ اس صورت میں ترکہ تقسیم کرنیکے لئے جو قاعدہ ہے اسکو "مناسخہ" کہتے ہیں۔

۳۰۔ عول دور کرنیکا قاعدہ (تعریف عول دفعہ ۲۶) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک یا چند ذوی الفروض کو ترکہ دیدینے کے بعد ترکہ ختم ہوجاتا ہے۔ اور باقی ذوی الفروض کو کچھ نہیں ملتا۔ یا اُن کے حصہ میں کمی آجاتی ہے۔ گویا تمام مستحقین کے حصوں کی میزان (اگر سبکو حصہ رسدی دیا جائے) ایک سے بڑھ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں سب ورثار میں حصہ تقسیم کرنے کیلئے مخرج بڑھا لیا جاتا ہے۔ تاکہ کمی ہر وارث کے حصہ میں رسدی پڑ جائے مثلاً زبیدہ مری۔ اس نے شوہر، دو حقیقی اور دو اخیافی بہنیں چھوڑیں۔ پس $\frac{2}{3}$ دونوں حقیقی بہنوں اور $\frac{1}{3}$ دونوں اخیافی بہنوں کو ملیگا۔ جسکی میزان ایک ہوتی ہے۔ ترکہ ختم ہوگیا اور شوہر کو حصہ دینا باقی رہ گیا۔ اس لئے اس کمی کو "عول" کے ذریعہ سے پورا کرنا پڑیگا۔ **(قاعدہ)** بلا لحاظ کمی بیشی کے تینوں حصوں کی کسور کو جمع کر لینا چاہئے۔ ($\frac{1}{2} + \frac{1}{3} + \frac{2}{3} = \frac{9}{6}$)۔ حاصل جمع $\frac{9}{6}$ ہوا۔ معلوم ہوا کہ مخرج اصلی ۶ ہے۔ اسکو مخرج قرار دے کر تقسیم کر دو۔

شوہر (۶ کا نصف)۔ دو حقیقی بہن (۶ کا $\frac{2}{3}$) ۔ دو اخیافی بہن (۶ کا $\frac{1}{3}$)

۳   ۴   ۲ = ۹

ان اعداد کی حاصل جمع ۹ ہوتی ہے۔ حالانکہ ہمنے ۶ کو مخرج اصلی قرار دیکر ترکہ تقسیم کیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ۹ ایسا عدد ہے جو سب کے حصوں میں رسدی کمی کر کے

صنف دوئم عصبات یعنی ورثا قسم دوئم

۱- اولاد (مورث کی)

(۱) بیٹا۔

(الف) بیٹی۔

(۲) پوتا۔ (خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کا)

(ب) پوتی۔ (خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی)

۲- اجداد (مورث کے)

(۳) باپ۔

(۴) دادا۔

۳- باپ کی اولاد (مورث کے)

(۵) حقیقی بھائی۔

(ج) حقیقی بہن۔

(۶) حقیقی بہن۔

(۷) علاتی بھائی۔

(و) علاتی بہن۔

(۸) علاتی بہن

(۹) حقیقی بھائی کا بیٹا۔

(۱۰) علاتی بھائی کا بیٹا۔

۴- دادا کی اولاد (مورث کے)

(۱۱) حقیقی چچا۔

(۱۲) علاتی چچا

(۱۳) حقیقی چچا کا بیٹا۔

(۱۴) علاتی چچا کا بیٹا۔ وغیرہ وغیرہ

بعد سبکو اور (۳) اپنے سے بعد سبکو محروم کرتا چلا جاتا ہے۔ ہر ایک عورت یعنی (الف) (ب) (ج) (و) اپنے ہمراہی مرد کی موجودگی میں اُس سے نصف حصہ پاتی ہے۔ اِن عصبات کا اسی طرح سلسلہ وار یاد رکھنا ضروری ہے۔ عصبات نمبران (۲) و (۹) لغایۃ (۱۴) میں ایک ہی قسم کے ورثا میں قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم کر دیگا۔ تفصیل کے لئے باب ۱۰ دیکھو۔

۱۰۔ عصبات یعنی ورثاء قسم دوئم

(نوٹ ۱۸)۔ ذوی الفروض کے بعد عصبات کا نمبر آتا ہے جیسا کہ پیشتر بیان کر دیا گیا ہے۔ ذوی الفروض وہ ورثار ہیں جنکے حصّے کلام پاک میں مقرر کر دئے گئے ہیں۔ اور جنکو سب سے پہلے حصّے دئے جاتے ہیں۔ ذوی الفروض کو اُن کے مقررہ حصّے دیدینے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو وہ عصبات کو ملتا ہے۔
(دیکھو نوٹ ۹)

۳۱۔ "عصبات"۔ وہ ورثار ہیں جنکے حصوں کی مقدار (مثل ذوی الفروض کے) مقرر نہیں ہے بلکہ ذوی الفروض کو ترکہ تقسیم ہو جانیکے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ ورثار قسم دوئم (عصبات) کو ملتا ہے۔ (دفعہ ۱۱۔ نوٹ ۹)

۳۲۔ "عصبات" کی فہرست ترتیب وار درج ذیل کی جاتی ہے۔ اسی سلسلہ سے اسکا یاد رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ درجہ اول مورث کی اولاد (یعنی فرع میت)

(۱) بیٹا (عصبہ بنفسہٖ)

(الف) بیٹی (عصبہ بغیرہٖ) بیٹے کی موجودگی میں بیٹی عصبہ ہو جاتی ہے اور ہر ایک بیٹی ہر ایک بیٹے کے مقابلہ میں اُس سے نصف حصّہ پاتی ہے

(۲) پوتا۔ (عصبہ بنفسہٖ) خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہو۔ قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم کر دیتا ہے۔

(ب) پوتی۔ (عصبہ بغیرہٖ) خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو۔ اپنے برابر والے درجہ کے پوتے کے ساتھ پوتی عصبہ ہو جاتی ہے۔ اور ایک پوتی ایک پوتے

۲- درجہ دوئم - مورث کے اجداد - (یعنی اصلِ میت)

(۳) باپ - (عصبہ بنفسہٖ)

(۴) دادا (عصبہ بنفسہٖ)

۳- درجہ سوئم - مورث کے باپ کی اولاد - (یعنی اَبِ میت)

(۵) حقیقی بھائی - (عصبہ بنفسہٖ)

(ج) حقیقی بہن - (عصبہ بغیرہٖ) حقیقی بھائی کی موجودگی میں حقیقی بہن عصبہ ہو جاتی ہے - اور ایک حقیقی بہن ایک حقیقی بھائی سے نصف حصہ پاتی ہے -

(۶) حقیقی بہن - عصبہ معہ غیرہٖ) اگر حقیقی بھائی موجود نہ ہو - اور مذکورہ بالا تمام عصبات میں سے بھی کوئی موجود نہ ہو - اور (۱) ایک بیٹی یا کئی بیٹیاں ہوں - یا (۲) پوتی یا چند پوتیاں ہوں یا (۳) صرف ایک بیٹی اور ایک یا چند پوتیاں ہوں - تو دیگر ورثا پر تقسیم کرنیکے بعد اگر کچھ بچیگا تو وہ حقیقی بہن کو ملجائیگا - اور اس حالت میں حقیقی بہن بیٹی کے وجہ سے عصبہ ہو جائیگی - [دفعہ ۲۴ ضمن (۴)]

(۷) علاتی بھائی - (عصبہ بنفسہٖ)

(و) علاتی بہن - (عصبہ بغیرہٖ) علاتی بھائی کی موجودگی میں علاتی بہن عصبہ ہو جاتی ہے - اور ایک علاتی بہن علاتی بھائی سے نصف حصہ پاتی ہے

(۸) علاتی بہن - (عصبہ معہ غیرہٖ) مثل حقیقی بہن نمبر (۶) مذکورہ بالا بشرطیکہ حقیقی بہن اور علاتی بھائی بھی نہ ہوں -

(۹) حقیقی بھائی کا بیٹا - (عصبہ بنفسہٖ) خواہ کسی درجہ کا ہو قریبی ...

(۱۰) علاتی بھائی کا بیٹا۔ (عصبہ بنفسہٖ) خواہ کسی درجہ کا ہو۔ قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم کردیگا۔

۴۔ درجہ چہارم۔ مورث کے دادا کی اولاد۔ (یعنی فرع جدّ میّت)

(۱۱) حقیقی چچا۔ (عصبہ بنفسہٖ)

(۱۲) علاتی چچا۔ (عصبہ بنفسہٖ)

(۱۳) حقیقی چچا کا بیٹا۔ (عصبہ بنفسہٖ) خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہو۔ قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم کردیگا۔

(۱۴) علاتی چچا کا بیٹا۔ (عصبہ بنفسہٖ) خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہو۔ قریبی اپنے سے بعیدی کو محروم کردیگا۔

۳۳۔ "عصبات" میں قاعدہ کلیّہ یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے ورثار میں جو مورث سے قریبی رشتہ رکھتا ہوگا وہ حصّہ لے لیگا۔ اور دور کے رشتہ دار کو محروم کردیگا بجز پوتیوں کے۔ جن پر یہ قاعدہ حاوی نہیں۔ [دیکھو دفعہ ۲۱۔ نوٹ ۱۴] اسکو حجب کہتے ہیں۔

مثال۔ میت نے زید اپنا چچا چھوڑا۔ اور دوسرے چچا بکر کا لڑکا چھوڑا۔ زید کو حصہ ملجائیگا۔ اور بکر محروم ہو جائیگا۔ چونکہ زید میت سے بمقابلہ بکر کے زیادہ قریب ہے۔

۳۴۔ ایک ہی درجہ کے کئی رشتہ دار اگر کوئی حصہ پائیں گے تو وہ سب اُس حصّہ کو آپسمیں بحصّہ برابر تقسیم کرلیں گے۔

مثال۔ ایک بیٹی کا حصّہ بطور ذوی فرض ½ ہے۔ اگر زیادہ بیٹیاں ہوں تو

۳۵ - نقشہ عصبات اور دفعہ ۳۴ میں فہرست عصبات ترتیب وار درج ہے - اسمیں ۱۴ نام ہیں - جو خطوطِ وحدانی ( ) کے سامنے ہیں - ان میں سے ہر ایک اپنے بعد والے تمام عصبات کو محروم کر دیتا ہے - یعنی عصبہ نمبر (۱) عصبات نمبر (۲) لغایۃ نمبر (۱۴) کو - اور عصبہ نمبر (۲) عصبات نمبر (۳) لغایۃ نمبر (۱۴) کو اور اسی طرح -

۱۱ عصبات کی تشریح اور خصوصیات

۳۶ - تمام عصبات کا رشتہ مورث سے کسی مرد کے واسطہ سے ہوتا ہے - اخیافی بھائی اور اخیافی بہن (دفعہ ۱۲) کا رشتہ چونکہ مورث سے عورت (یعنی ماں) کے ذریعہ سے ہوتا ہے - اسی وجہ سے اُنکا شمار عصبات میں نہیں ہے -

۳۷ - اٰیتمیں عصبات حسب ذیل اقسام میں منقسم ہیں -

(۱) وہ عصبات جو بذات خود عصبات ہیں یعنی عصبہ بنفسہ - یہ تمام وہ مرد ہیں - جنکے نام فہرست عصبات میں درج ہیں - [یعنی نمبر (۱) لغایتہ (۵) و (۷) و (۹) لغایتہ (۱۴)]

(۲) عصبات جو دوسروں کے حق میں شریک ہو جاتے ہیں - یعنی عصبہ بغیرہ یہ وہ عورتیں ہیں (الف - ب - ج - د) جو مردوں کے طفیل میں حصہ پاتی ہیں -

(۳) عصبات دوسروں کے ساتھ - یعنی عصبہ مع غیرہٖ - یہ وہ عورتیں ہیں جو حالات مندرجہ دفعہ ۳۲ ضمن (۶) و (۸) دوسری عورتوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں (نوٹ نمبر ۱۸) جن حالات اور شرائط کے ساتھ حقیقی اور علاتی بہن (ع۔۶) و (۸) مندرجہ دفعہ ۳۲ عورتوں کے ساتھ بطور عصبہ پا جاتی ہیں وہ مخصوص

"عصبہ معہ غیرہٖ" کو بھی یاد رکھنا لازمی ہے۔ جو الفاظ مخصوص شرائط کی طرف توجہ منعطف کرتے ہیں۔

۳۸۔ بہ لحاظ استحقاق ترکہ عصبات کی چار قسمیں ہیں۔ اور پہلی قسم دوسری کو۔ دوسری تیسری کو۔ اور تیسری چوتھی کو محروم کر دیتی ہے۔ وہ اقسام یہ ہیں۔

(۱) مورث کی اولاد (یعنی فرع میّت)

(۲) مورث کے اجداد (یعنی اصل میت)

(۳) مورث کے باپ کی اولاد (یعنی فرع اُبِ میّت)

(۴) مورث کے دادا کی اولاد (یعنی فرع جدِّ میّت)

۔ ان چاروں کی تفصیل نقشہ عصبات اور زیر دفعہ ۴۲ درج ہے۔

نوٹ نمبر۱۹ ذوی الارحام ورثاء قسم سوم کی تقسیم بھی اصول مندرجہ دفعہ ۳۷ کی بنار پر کی گئی ہے)

۳۹۔ چند ذوی الفروض اور عصبات کی خصوصیات کا واضح کر دینا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں۔

عصبات جو در اصل ذوی الفروض ہیں۔ نقشہ جات کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ چھ ذوی الفروض ایسے ہیں جو بعض حالتوں میں صرف بطور ذوی الفروض حصّہ پاتے ہیں۔ اور بعض حالتوں میں صرف بطور عصبات۔ وہ یہ ہیں۔ باپ دادا۔ بیٹی۔ پوتی۔ حقیقی بہن۔ اور علاتی بہن۔ (دیکھو دفعات ۱۴۔ ۱۵۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۴۔ ۲۵) اور ان میں سے بھی صرف باپ اور دادا

بیٹیوں کے حصّے پاسکتے ہیں۔ [دفعہ ۱۴ ضمن (۳)] ان دو کے علاوہ باقی چار ورثا رہا تو صرف بطور ذوی الفروض حصّہ پاتے ہیں یا محض عصبات کی حیثیت سے۔ یہ بطور عصبات اُسوقت حصّہ پاتے ہیں جب اُسی درجہ کے مرد رشتہ دار موجود ہوں یعنی بیٹی کے ساتھ بیٹا حقیقی اور علاتی بہن کے ساتھ حقیقی اور علاتی بھائی، اور پوتی کے ساتھ پوتا۔ اس موقعہ پر یہ سوال بجا طور پر کیا جاسکتا ہے کہ جب یہ چاروں عورتیں در اصل ذوی الفروض ہیں تو وہ مرد رشتہ داروں کی موجودگی میں کیوں عصبہ ہوجاتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان چاروں عورتوں کو بطور ذوی الفروض اُن کا مقررہ حصّہ دیدیا جائے تو اسمیں یہ اندیشہ باقی رہیگا کہ اُن کو مقررہ حصّے تقسیم کردینے کے بعد بہت ممکن ہے کہ ان برابر رشتہ رکھنے والے مرد رشتہ داروں کو کچھ نہ ملے یا نسبتاً بہت کم ملے۔ اس امکانی حق تلفی کو مٹانیکے لئے ان چاروں عورتوں کو اُسی درجہ کے مرد رشتہ داروں کی موجودگی میں عصبات بنادیا گیا ہے۔ تاکہ اگر کچھ بچے (اور اکثر بچتا ہے) تو مرد اور عورت دونوں حصّہ پاسکیں۔ اور اس حالت میں ایک عورت کو اُسی درجہ کے مرد کے مقابلہ میں نصف حصّہ ملیگا۔ اگر کچھ نہ بچیگا تو دونوں محروم رہیں گے۔

۴۰۔ نقشہ جات اور مفصّل بیانات سے واضح ہوگا۔ کہ بعض رشتہ دار دوسرے رشتہ داروں کی موجودگی کی وجہ سے ترکہ سے محروم ہوجاتے ہیں جن اصولوں پر یہ قاعدہ مبنی ہے اُن کی حسب ذیل تشریح کیجاتی ہے۔

(۱) جو شخص مورث سے کسی دوسرے کے واسطہ سے رشتہ رکھتا ہے اُسکو

وہ مورث سے رشتہ داری رکھتا ہے) زندہ ہے۔

مثلاً۔ بھائی اور بہن۔ اپنے متوفی بھائی (مورث) سے باپ کے واسطہ سے رشتہ رکھتے ہیں۔ اسلیئے اگر باپ موجود ہے، تو بھائی اور بہن محروم رہیں گے (نقشہ عصبات دیکھو کہ پہلے باپ مستحق ہے اُسکے بعد بھائی)۔

(۲) جو مورث سے رشتہ میں قریب ہے، وہ اپنے بہ نسبت دور کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔ مثلاً باپ کی موجودگی میں دادا۔ اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہو جائیگا۔

نوٹ۔ ذوی الفروض اور عصبات کا ذکر ختم ہو چکا۔ اب مختصراً ذوی الارحام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ذوی الارحام چونکہ آخری قسم کے ورثار ہیں اسلیئے ان کو شاذونادر ہی حصہ ملتا ہے۔ انکا تفصیل سے ذکر کرنا طوالت سے خالی نہیں۔ اسلیئے صرف ضروری باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ قبل اسکے چند مثالیں درج کیجاتی ہیں۔ جن کی امداد سے ذوی الفروض اور عصبات کے حصہ کشی کے سمجھنے میں سہولیت ہوگی۔

۱۲ مثالیں

ان مثالوں میں تمام حصہ داروں کے مجموعی حصوں کی حاصل جمع ایک آتی ہے۔ اسلیئے "عول" یا "رد" کے اطلاق کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

نوٹ۔ امثلہ ذیل میں صرف "بھائی" یا "بہن" سے مراد حقیقی بھائی یا بہن ہے۔

نوٹ جس وارث کے مقابلہ میں کوئی اندراج نہ ہو اُسکی بابتہ یہ سمجھنا

باپ۔ شوہر۔ بیوی

(۱) باپ = $\frac{1}{6}$ (۲) شوہر = $\frac{1}{2}$ (۳) ۴ زوجگان = $\frac{1}{4}$ (بحصہ برابر)

دادا = محروم باپ = $\frac{1}{2}$ (عصبہ) باپ = $\frac{3}{4}$ (عصبہ)

ماں = $\frac{1}{6}$

نانی = محروم (۴) باپ = $\frac{1}{6}$ (۵) ماں = $\frac{1}{3}$

۲ بیٹیاں = $\frac{2}{3}$ بیٹا = $\frac{5}{6}$ (عصبہ) باپ = $\frac{2}{3}$ (عصبہ)

پوتی = محروم (۶) بیٹی = $\frac{1}{2}$

باپ = $\frac{1}{6}$ (بطور ذی فرض) + $\frac{1}{3}$ (بطور عصبہ) = $\frac{1}{2}$

ماں

(۷) ماں = $\frac{1}{3}$ (۸) ماں = $\frac{1}{6}$ (کیونکہ دو بہنیں ہیں)

باپ = $\frac{2}{3}$ (عصبہ) ۲ بہن = محروم۔

باپ = $\frac{5}{6}$ (عصبہ)

نوٹ۔ مثال نمبر ۸ میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اگرچہ بہنوں کو باپ کی موجودگی کی وجہ سے کچھ نہیں ملا۔ لیکن ان کے وجود سے ماں کے حصہ کی مقدار بجائے $\frac{1}{3}$ کے $\frac{1}{6}$ رہ گئی۔ اگر بہن نہ ہوتی یا صرف ایک ہوتی تو ماں کا حصہ زیادہ یعنی $\frac{1}{3}$ ہوتا جیسا کہ مثال نمبر ۹ سے واضح ہے۔

(۹) ماں = $\frac{1}{3}$ (۱۰) ماں = $\frac{1}{6}$ (۱۱) شوہر = $\frac{1}{2}$

بہن = محروم بھائی = محروم ماں = $\frac{1}{6}$ = ($\frac{1}{2}$ کا $\frac{1}{3}$)

نوٹ - ماں کا بڑا حصّہ $\frac{1}{3}$ ہے بعض حالات میں اسکو کل ترکہ میں سے $\frac{1}{3}$ نہیں ملتا - بلکہ اگر مورث نے باپ اور شوہر یا بیوی کو بھی وارث چھوڑا ہے تو شوہر یا بیوی کو ترکہ دینے کے بعد جو کچھ بچیگا اسمیں سے ماں کو $\frac{1}{3}$ ملیگا نہ کہ کل ترکہ میں سے (دیکھو دفعہ ۱۸ ضمن ۳)

(۱۲) شوہر = $\frac{1}{2}$
ماں = $\frac{1}{3}$
دادا = $\frac{1}{6}$ (عصبہ)

(۱۳) بیوی = $\frac{1}{4}$
ماں = $\frac{1}{4}$ = ($\frac{3}{4}$ کا $\frac{1}{3}$)
باپ = $\frac{1}{2}$ (عصبہ)

(۱۴) دادا = $\frac{5}{12}$ (عصبہ)
ماں = $\frac{1}{3}$
زوجہ = $\frac{1}{4}$

دادا - دادی

(۱۵) باپ کی ماں = باپ نے محروم کردیا
ماں کی ماں = $\frac{1}{6}$
باپ = $\frac{5}{6}$ (عصبہ)

(۱۶) باپ کی ماں =
ماں کی ماں =
} $\frac{1}{6}$ فی کس $\frac{1}{12}$
باپ کا باپ = $\frac{5}{6}$ (عصبہ)

(۱۷) باپ کے باپ کی ماں = محروم
باپ کا باپ = کل ترکہ بطور عصبہ

(۱۸) باپ کی ماں کی ماں = $\frac{1}{6}$ -
باپ کا باپ = $\frac{5}{6}$ (عصبہ)

(۱۹) باپ کی ماں = $\frac{1}{6}$
ماں کی ماں کی ماں = باپ کی ماں نے محروم کردیا
باپ کا باپ = $\frac{5}{6}$ (عصبہ)

(۲۰) باپ کی ماں = باپ نے محروم کردیا -
ماں کی ماں کی ماں = باپ کی ماں نے محروم کردیا
باپ = کل ترکہ بطور عصبہ

بیٹیاں - پوتیاں

(۲۱) باپ = $\frac{1}{6}$

۲ پوتیاں ہیں
ایک ایک بیٹے کی
لڑکی ہے اور دو دوسرے = ۲/۳ (فی کس ۲/۹)
بیٹے کی ہیں۔

(۲۲) باپ = ۱/۶
ماں = ۱/۶
بیٹی = ۱/۲
۴ پوتیاں = ۱/۶ بحساب ۱/۲۴ فی کس

(۲۳) باپ = ۱/۶
ماں = ۱/۶
بیٹے کی بیٹی = ۱/۲
بیٹے کے بیٹے کی بیٹی = ۱/۶

بہن

(۲۴) ماں = ۱/۶
۲ حقیقی بہن = ۲/۳
علاتی بہن = محروم
اخیافی بہن = ۱/۶

(۲۵) ۲ حقیقی (یا علاتی) بہن = ۲/۳ (فی ۱/۳)
۲ اخیافی بہن یا اخیافی بھائی = ۱/۳ (فی ۱/۶)

(۲۶) حقیقی بہن = ۱/۲
۲ علاتی بہن = ۱/۶ (فی ۱/۱۲)
اخیافی بھائی = ۱/۶
اخیافی بہن = ۱/۶

۱۳- ذوی الارحام (ورثاء قسم سویم)

۱۴ - "ذوی الارحام" تیسری قسم کے ورثاء ہیں۔ یہ وہ ورثاء ہیں جو نہ ذوی الفروض

۴۲ - مثل عصبات - ذوی الارحام بھی چار اقسام میں منقسم ہیں یعنی -

(۱) مورث کی بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد (فرع میت)

(۲) جدات فاسدات اور اجداد فاسدات (دفعہ ۱۲ (۴ و ۶)

(۳) حقیقی اور علاتی بہنوں - اور اخیافی بھائیوں اور بہنوں کی اولاد -

نیز حقیقی اور علاتی بھائیوں کی مونث اولاد - (دفعہ ۱۲)

(۴) اجداد اور جدات کی اولاد جو عصبہ نہ ہوں -

فرق - عصبات بھی مورث سے کسی دوسرے کے واسطہ سے رشتہ رکھتے ہیں اور ذوی الارحام بھی - فرق یہ ہے کہ عصبات مورث سے کسی مرد کے واسطہ سے رشتہ رکھتے ہیں اور ذوی الارحام کسی عورت کے واسطہ سے -

۴۳ - فہرست ذوی الارحام ترتیب وار درج ذیل ہے -

(۱) صنف اول -

(۱) بیٹیوں کی اولاد - اور بیٹیوں کی اولاد کی اولاد - } فرع میت
(۲) پوتیوں کی اولاد - اور پوتیوں کی اولاد کی اولاد - }

(۲) صنف دویم -

(۳) نانا - } اصل میت
(۴) نانی - }

(۳) صنف سویم -

(۵) حقیقی اور علاتی بہنوں اور اخیافی بھائیوں اور بہنوں کے بیٹے اور بیٹیاں اور حقیقی اور علاتی بھائیوں کی بیٹیاں -

بھتیجوں کے بیٹے اور بیٹیاں - اور حقیقی اور علاتی بہنوں کی

بیٹیاں -

(۷) بجز حقیقی اور علاتی بھتیجوں کے پوتوں کے ہر قسم کی بھتیجوں بھانجوں اور بھانجیوں کے پوتے اور پوتیاں -

(۴) صنف چہارم

(۸) حقیقی - علاتی - اور اخیافی پھوپی اور چچا -

(۹) حقیقی - علاتی - اور اخیافی ماموں اور خالہ -

(۱۰) ہر قسم کی پھوپی کی اور اخیافی چچا کی اولاد - حقیقی اور علاتی چچا کی بیٹیاں -

(۱۱) ہر قسم کے ماموں اور خالہ کی اولاد -

عصبات کی تقسیم ترکہ کے متعلق جسقدر قواعد اور شرائط ہیں انکا اطلاق ذوی الارحام پر بھی ہوتا ہی - (دیکھو دفعات ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ وغیرہ)

---

۱۴ - خنثےٰ

۴۴ - خنثےٰ وہ شخص ہے جسمیں علامت مرد اور عورت دونوں کی پائی جاتی ہوں یا - دونوں میں سے کسی کی بھی علامت نہ پائی جاتی ہو - ایسے اشخاص میں تقسیم وراثت کا طریقہ حسب ذیل ہے -

(۱) اگر خنثےٰ میں علامت عورت کی غالب ہو تو اسکو عورت شمار کرکے حصہ دیا جائیگا -

(۳) اگر دونوں میں سے کوئی علامت بھی نہ ہو تو۔

(الف) اسکو مرد قرار دینا چاہیے بشرطیکہ اسکو کچھ نہ ملے یا کم ملے۔

(ب) اسکو عورت قرار دینا چاہیے بشرطیکہ اسکو کچھ نہ ملے یا کم ملے۔

وراثت کا بیان ختم کیا جاتا ہے۔ قانون شفع بر بنائے شرع شریف بھی ایسا قانون ہے جسکا کام مثل وراثت کے کم و بیش ہر مسلمان کو روزمرہ پڑتا ہے اسلیئے اس رسالہ کے ساتھ اُسکا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ قانون مذکور چونکہ پیچیدہ ہے اسلیئے اُسکو غور سے پڑھنا لازمی ہے۔ اور جو شرائط شفع کرنیکے لئے ضروری ہیں اُن کو قبل ارجاع نالش پورا کرنا ہوتا ہے اسلیئے ہر مسلمان کو جسکو خدا تعالیٰ نے خرید جائداد کی حیثیت عطا فرمائی ہے ان شرائط پر پہلے ہی سے عبور ہونا لازمی ہے۔

۱۵۔ قانونِ شفع بربنائے شرع شریف

نوٹ۔ اسمیں صرف اُن ہی شرائط اور لوازمات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے جنکو سرکاری عدالتوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ چند جزوی شرائط ایسے بھی ہیں جو شرع شریف سے کسیقدر مختلف ہیں یا نہیں پائے جاتے جہاں شرعی مسائل سے سرکاری عدالتوں نے کسیقدر اختلاف کیا ہے۔ یا وہ باتیں اضافہ کر دی ہیں جنکا کوئی وجود شرع شریف میں نہیں پایا جاتا۔ اُن کی تفصیل غیر ضروری سمجھکر نظر انداز

... وہ شخص ہے جسکو جائداد غیر منقولہ کا مالک اسوقت استعمال کرسکتا ہے جبکہ کوئی دیگر جائداد غیر منقولہ کسی دوسرے شخص کو بذریعہ بیع منتقل کردی گئی ہو۔

نوٹ: صوبہ مدراس۔ پنجاب۔ اور اودھ میں شرعی شفع رائج نہیں ہے ان مقامات میں صرف "رواج" کی بنا پر شفع کیا جاسکتا ہے جسمیں نہ شرعی شرائط (مندرجہ دفعات ذیل) پورا ہونیکی ضرورت ہے نہ فریقین کے مسلمان ہونیکی۔

۴۶۔ کس قسم کی جائداد پر شرعی شفع چل سکتا ہے۔ شرعی شفع کا حق محض مکانات۔ چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی۔ اور باغات کے متعلق استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بڑے بڑے قطعات اراضی۔ دیہات۔ اور زمینداریوں کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

۴۷۔ "شفیع" صرف اصحاب ذیل شرعی حق شفع کو استعمال کرسکتے ہیں اور کوئی نہیں۔

(۱) شفیع شریک۔ یعنی جو جائداد مبیعہ میں حصہ دار ہو۔ خواہ کسی جز کا

(۲) شفیع خلیط۔ جسکو جائداد مبیعہ میں کسی قسم کا حق آسائش حاصل ہو۔ یعنی جائداد مبیعہ میں سے ہوکر اسکا راستہ آمد و رفت ہو۔ یا جائداد مبیعہ پر پانی بہانیکا حق حاصل ہو۔ یا اسی نوعیت کا کوئی اور حق ہو۔

(۳) شفیع جار۔ جسکی جائداد۔ جائداد۔ مبیعہ سے ملحق ہو۔

۴۸۔ "ترجیح"۔ مذکورہ بالا اشخاص میں سے نمبر ۱ کو نمبر ۲ پر اور نمبر ۲ کو نمبر ۳ پر ترجیح ہے۔ اور اگر ایک ہی قسم کے کئی شفیع ہوں تو وہ سب شفع کرسکتے ہیں۔ بعد کامیابی انکو

۴۹ - "وقت شفع" - حق شفع صرف اُسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ جائداد مشفوعہ کا
نیک نیتی کے ساتھ مکمل بیعنامہ ہو چکا ہو۔ ہبہ - رہن - وصیت ہونے پر
شفع نہیں ہو سکتا - جب منتقل کرنیوالیکے مالکانہ حقوق بذریعہ بیع دوسرے
کی ملکیت میں آجائیں اُسی وقت شفع کا حق پیدا ہوتا ہے - شوہر بیوی کے
نام بمعاوضہ مہر بیعنامہ کردے تو شفع ہو سکتا ہے -

۵۰ - یہ لازمی ہے کہ جس استحقاق کی بنا پر دعویٰ شفع دائر کیا جائے - وہ حق
نہ صرف نالش دائر ہونے کے وقت قائم ہو بلکہ نالش کے ڈگری ہونیکے
وقت تک قائم ہو -

مثال - زید - اور بکر کے مکانات ایک دوسرے سے ملحق ہیں - بکر نے اپنے
مکان کا بیعنامہ عمر کو کر دیا - زید نے دعویٰ شفع دائر کر دیا - لیکن نالش
دائر کرنیکے بعد زید نے اپنا مکان کسی اور کو فروخت کر دیا - اگر ایسا
ڈگری صادر ہونے سے قبل ہوا ہے تو زید ڈگری پانیکا مستحق نہوگا -
مدعی کے مرجانیکے بعد بھی دعویٰ ختم ہو جاتا ہے - اسکے ورثار نہیں
چلا سکتے -

۱۶ - ضروری شرائط متعلقہ شفع

۵۱ - فریقین - شرعی شفع کیلئے یہ لازمی ہے کہ شفیع اور بائع دونوں مسلمان ہوں
مشتری خواہ کسی مذہب کا ہو -

۵۲ - خریدار - اگر چند شفیع مستحق شفع کرنے کے ہوں - اور جائداد اُن میں سے کسی

حق زائل ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر اسی بیعنامہ میں کسی شخص اجنب کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جسکو حق شفع حاصل نہ تھا تو حق زائل نہیں ہوتا۔ مگر ہائیکورٹ الہ آباد کے نزدیک دوسرے شفیع دعوی دائر کر سکتے ہیں۔

۵۳۔ اہم شرائط۔ کوئی شخص جو شفع کرنیکا مستحق ہو۔ اُسوقت تک دعوی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اُس نے حسب ذیل شرائط کی پابندی پورے طور سے سختی کے ساتھ۔ اور لفظ بہ لفظ پوری نہ کی ہو

(۱) اس نے بیع مکمل ہوجانیکے بعد اُسکی خبر پاتے ہی۔ بلا توقف ساعتے اپنے حق شفع کے استعمال کرنے کا بآواز بلند اعلان کر دیا ہو۔ اور

(۲) اُس نے بلا غیر ضروری وقفہ اور دیر کے۔ اپنے حق شفع کے استعمال کرنے کی تصدیق پچھلی طلب (مذکورہ بالا) کا حوالہ دیتے ہوئے۔ اور دوبارہ اپنے استحقاق شفع کو ظاہر کرتے ہوئے۔

(الف) بائع یا مشتری کی موجودگی میں (خواہ کسی مقام پر) یا جائداد مبعیہ کے پاس جاکر (بائع اور مشتری موجود ہوں یا نہ ہوں) اور

(ب) کم سے کم دو گواہاں کی موجودگی میں۔ جنکو خاص طور پر مطالبہ شفع پر گواہ رہنے کی توجہ دلائی گئی ہو۔ اور جن سے یہ بھی کہہ دیا گیا ہو کہ "میں پیشتر طلب مواثبت ادا کر چکا ہوں" کردی ہو۔

نوٹ[۲۰]۔ (الف) طلب مواثبت یعنی طلب اول۔ بیع مکمل ہوجانیکے بعد جسوقت

جس جگہ اور جس حالت میں بھی ...

(ب) یہ ضروری نہیں ہے (اگرچہ بہتر ہے) کہ دونوں طلب یعنی طلب مواثبت اور طلب استشہاد شفیع بذات خود ادا کرے۔ اُسکا کوئی کارندہ یا منتظم یا مختار بھی ادا کر سکتا ہے۔ اگر شفیع دور دراز جگہ ہے تو بذریعہ تحریر بھی ادا ہو سکتی ہیں۔
دفعہ ۵۲ ضمن ۱ کو طلب مواثبت اور ضمن ۲ کو طلب استشہاد کہتے ہیں
ان شرائط کو سمجھنے اور اُن کی ادائیگی کے طریقہ کو معلوم کرنیکے لئے خلاصہ مندرجہ ذیل کا بغور مطالعہ کرنا ازبس ضروری ہے۔

ضروری خلاصہ۔ حق شفع کو کامیابی کے ساتھ استعمال کرنے کیلئے مذکورہ بالا شرائط کا پورا ہونا۔ اور جس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اُسی طرح پورا ہونا اشد ضروری ہے۔ ان شرائط کی بجنسہ تکمیل پر کامیابی کا انحصار ہے۔ ذرا سی خامی اور بے ضابطگی ہو جانیکی وجہ سے دعویٰ یقیناً خارج ہو جائیگا۔ اسلئے اس بیان کو بغور پڑھنا ضروری ہے۔

سب سے پہلی شرط ادائیگی طلب مواثبت ہے جسکو طلب اول بھی کہتے ہیں جس وقت بیع مکمل ہو جاوے۔ اور شفیع کو اُسکی خبر معلوم ہو۔ اُسی وقت یہ طلب بلا توقف ساعتے ادا کرنی چاہیئے۔ خواہ یہ اطلاع شفیع کو کسی جگہ۔ اور کسی حالت میں بھی ملے اُسکو دفعۃً طلب اوّل ادا کرنی ضروری ہو جاتی ہے۔ یہ ضرورت نہیں ہے کہ اس طلب اول کی ادائیگی کے وقت گواہوں کو تلاش کیا جائے۔ نہ گواہاں کی ضرورت ہے۔ طلب اوّل کیلئے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں فوراً یہ الفاظ (یا ایسے الفاظ جن سے اس قسم کا منشا ادا ہوتا ہو) کہنے چاہئیں۔ "میں اس جائداد کا شفیع ہوں۔ اور جس قیمت میں جائداد فروخت ہوئی ہے اُسی قیمت میں (یا واقعی و مناسب قیمت میں) خرید ونگا"۔ یا "فلاں جائداد

شفیع اُسکو لونگا" یا "زید کو میری موجودگی میں یہ حق نہ تھا کہ وہ جائداد بکر کے
ہاتھ فروخت کردے - میں شفیع ہوں - اور شفع کرونگا" غرضیکہ ایسے الفاظ
ہوں جن سے اپنا حق شفع اور اُسکو استعمال کرنیکا پختہ اور صریح قصد ظاہر ہوتا ہو۔
یہ مکرر لکھا جاتا ہے کہ بیع کی اطلاع ہوتے ہی ایک منٹ بھی اس طلب کے ادا
کرنے میں دیر نہونی چاہیئے - مقدمہ کے وقت صرف شفیع کا بیان کہ میں نے
فی الفور یہ الفاظ کہدئے تھے - صحیح مان لیا جائیگا - کلکتہ کی ایک نظیر ہے کہ
شفیع نے بیع کی خبر سنی - سنتے ہی وہ اپنے گھر میں گیا - اور صندوقچہ کھولکر
(غالباً مکان مبعیہ کی قیمت دینے کیلیئے) روپیہ نکالے - اور اسکے بعد طلب
مواثبت ادا کی - ہائیکورٹ کلکتہ کی رائے میں اس غیر ضروری وقفہ کی وجہ سے
اُسکا حق شفع زائل ہو گیا -

طلب مواثبت کو ادا کر دینے کے بعد طلب استشہاد - ادا کرنی چاہیئے
طلب اول ادا کر دینے کے بعد جسقدر جلد ممکن ہو - یعنی غیر ضروری دیر نہ ہو -
یہ دوسری طلب ادا کرنی چاہیئے - کیونکہ اسمیں گواہان کی ضرورت ہے - اور مکان
مبعیہ پر جاکر یا بائع یا مشتری کی موجودگی میں ادا کرنی ہوتی ہے - اسلیئے تھوڑی
بہت دیر لگ جانا ناگزیر ہے - لیکن صرف اسقدر دیر لگانیکی اجازت ہے جسقدر کہ ان
کاموں کیلیئے ضروری سمجھی جاسکے - زیادہ نہیں - طلب استشہاد ادا کرنیکے وقت
کم سے کم دو گواہان ضرور ہونے چاہئیں - خواہ وہ گواہ شفیع کے رشتہ دار -
دوست - یا ملازم ہی کیوں نہ ہوں - ان دو (یا زیادہ) گواہوں کو لیکر یا تو
مکان مبعیہ پر جانا چاہیئے - یا بائع یا مشتری کے پاس - افضل یہ ہے کہ بائع
یا مشتری دونوں میں سے کسی کے پاس جائے - اگر یہ ممکن نہ ہو تو مکان مبعیہ

طلب اول (یا طلب مواثبت) ادا کر چکا ہوں۔ اور اب پھر تمہاری سامنے

کہتا ہوں کہ میں اِس مکان کا شفیع ہوں۔ اور بذریعہ شفع بہ قیمت مناسب لینے پر

تیار ہوں۔ تم لوگ گواہ رہنا۔" اسکے لئے بھی کوئی خاص جملہ یا الفاظ مقرر

نہیں ہیں۔ جو بات ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ گواہاں کو پچھلی طلب (طلب

اول) کی ادائیگی کا حوالہ ضرور بالضرور دیدینا چاہئے۔ اور حق شفع استعمال

کرنیکے الفاظ کہنے کے بعد گواہاں کو متوجہ کرکے یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ تم ان تمام

باتوں کے گواہ رہنا۔ اسقدر شرائط کے پورا ہو جانیکے بعد کہیں دعویٰ

شفع ڈگری ہو سکتا ہے۔ ورنہ بہت ہی مشکل ہے۔ اسلئے ان تمام شرائط

کی پہلے سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔

۵۴۔ اگر بیع ہونے سے قبل شفیع جائداد خریدنے سے انکار کردے تو بھی بیع ہو جانیکے بعد اُسکا حق شفع زائل نہیں ہوتا۔

۵۵۔ شفیع کو سالم جائداد مبیعہ کے متعلق دونوں طلب ادا کرنی چاہئیں خواہ وہ کسی جزو ہی کے پانیکا مستحق ہو۔ ورنہ دعویٰ خارج ہو جائیگا۔ (دفعہ ۴۸)

۵۶۔ اگر شفیع اور بائع دونوں سُنّی ہیں تو سنیوں کا قانون شفع متعلق ہوگا۔ اگر دونوں شیعہ ہیں تو شیعوں کا۔ اگر دونوں مختلف فرقوں کے ہیں (یعنی ایک سُنّی اور ایک شیعہ) تو جس فرقہ سے شفیع کا تعلق ہوگا اُسی فرقہ کا قانون شفع متعلق ہوگا۔

۵۷۔ "میعاد"۔ دعویٰ شفع تاریخ تحریر بیعنامہ سے یا یوم قبضہ مشتری سے ایک سال تک دائر ہو سکتا ہے۔ اِسکے بعد نہیں۔

۵۸۔ "کورٹ فیس"۔ قیمت مندرجہ بیعنامہ پر ادا کرنا ہوگا۔ اگر مدعی قیمت مندرجہ کو زیادہ اور فرضی سمجھتا ہے تو جو اُس کے نزدیک اصلی قیمت ہو اُسی پر ادا کرنا ہوگا

فہرست مضامین

قابل توجہ

اِس کتاب کے چھاپنے کا کوئی ہرگز قصد نہ کرے۔ یہ کتاب
محض عوام الناس اور اُردو داں اصحاب کے فائدہ کی غرض سے
لکھی گئی ہے۔ اور ہر شخص کیلئے کار آمد ہے۔ اسمیں ذاتی منافعہ کی
بہت کم گنجایش ہے۔ باوجود اعلیٰ لکھائی چھپائی اور کاغذ
کے قیمت بہت کم مقرر کی گئی ہے۔ جو صاحب براہ راست ایکساتھ
۵ کتابیں منگائینگے اُن کو محصولڈاک معاف ہوگا۔

۱۹۶۳ء
قانونِ وراثت